خطبہ جمعہ

آج سے پہلے کسی حکومت کے دور میں ایسا ظلم نہیں ہوا۔

پاکستان کا مُلّاں وہاں کی عدلیہ پر بھی سوار ہو چکا ہے

تخت ہزارہ کے واقعہ کے حوالہ سے رسالہ "تکبیر" کی صریح جھوٹ اور افتراء پردازی پر مبنی رپورٹ پر تبصرہ اور اصل حقائق کا انکشاف

احمدی شانِ نبیؐ کی خاطر جانیں دے رہے ہیں - احباب جماعت کو اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ کی دعا بکثرت پڑھنے کی تاکید

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۶/ جنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۶/ صلح ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ. وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ. قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَاللّٰهِ . مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ. اُوْلٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ﴾ (سورة المائده آيات ٦٠-٦١)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے کہ: تُو کہہ دے اے اہلِ کتاب! کیا تم ہم پر محض اس لئے طعن کرتے ہو کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو ہم سے پہلے اتارا گیا تھا؟ اور حق یہ ہے کہ تم میں سے اکثر بد کردار لوگ ہیں۔ تُو کہہ دے کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ بدتر چیز کی خبر دوں جو (تمہارے لئے) اللہ کے پاس بطور جزا ہے؟ وہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور اس پر غضبناک ہوا اور ان میں سے بعض کو بندر اور سؤر بنادیا جبکہ انہوں نے شیطان کی عبادت کی۔ یہی لوگ مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بدتر اور سیدھی راہ سے سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔

اسی تعلق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک حدیث بخاری کتاب العلم میں درج ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعہ علم ختم ہوگا۔ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنالیں گے اور ان سے جاکر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

ایک اور حدیث اسی تعلق میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اِسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

اسی تعلق میں ایک حدیث اُسُدُ الْغَابَہ سے لی گئی ہے حضرت ثَعْلَبَہ بُھْرَانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عنقریب دنیا سے علم چھین لیا جائے گا یہاں تک کہ علم و ہدایت اور عقل و فہم کی کوئی بات انہیں سجھائی نہ دے گی۔ صحابہؓ نے عرض کیا: حضورؐ! علم کس طرح ختم ہو جائے گا جبکہ اللہ کی کتاب ہم میں موجود ہے اور ہم اسے آگے اپنی اولادوں کو پڑھائیں گے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود نہیں ہے لیکن وہ انہیں کیا فائدہ پہنچا رہی ہے۔ (اسدالغابہ جلد اول صفحہ ۲۳۶)

ان احادیث سے، قرآن کریم کی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان کی روشنی میں قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ فی زمانہ حقیقت میں وہ سچے عالم جن کی تعریف یہ ہے کہ وہ خدا سے ڈرتے ہیں اور خدا کے حضور عاجزی کرنے والے ہیں وہ اس دنیا سے اٹھ چکے ہیں۔ اب جو باقی رہ گیا ہے وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں اور قرآن کریم میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ سؤر اور بندر تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سچ مچ بندر بن گئے تھے۔ بعض مفسرین نے تو عجیب و غریب روایتیں گھڑ رکھی ہیں کہ ایک بستی کے اندر وہ بندر رہتے تھے سارے سؤر اور بندر بنے ہوئے تھے اس زمانہ کے مولوی، تو ان کو سمجھ نہیں آئی کہ سؤر اور بندر بننے سے مراد کیا ہے۔ اصل میں سؤر کھیتوں کو اجاڑنے کا کام کرتا ہے اور بھی غلاظتیں اس کے ساتھ منسوب ہوتی ہیں اور بندر محض نقالی کرتا ہے۔ قراءت اچھی کرلے گا، زبان سے قرآن کریم کی تلاوت کرے گا مگر محض نقالی ہے، اس کے دل میں ایک شعشہ بھی قرآن کا نہیں جاتا۔

اسی تعلق مین آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں: "میری امّت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس رہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔ (کنزالعمال۔ جلد ۷۔ صفحہ ۱۹۰)

یہاں "کی طرح" کے ساتھ بات واضح فرمادی کہ وہ بندر اور سؤر سچ مچ تو نہیں بنے ہونگے مگر سؤر والی صفات ان کے اندر ہونگی اور بندروں کی طرح نقالی کریں گے لیکن حقیقت میں قرآن ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوگا۔

اسی تعلق میں مختصر سی ایک دلچسپ بات آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ رسالہ "تکبیر" جو جھوٹ کی اشاعت میں نمبر ایک پر ہے اس نے تخت ہزارہ میں کیوں قادیانیوں کا شور و شر ہوا اور یہ ثابت کرنے کے لئے کہ دراصل قادیانیوں کی شرارت تھی اور اس کی وجہ ایک خاص بیان کی گئی ہے۔ وہ شرارت تخت ہزارہ میں کیوں ہوئی اَور کہیں کیوں نہ ہوئی۔ حالانکہ اور جگہ بھی ہوئی ہیں۔ لیکن یہاں تو یہ لکھتے ہیں مضمون کے آغاز میں لکھا ہے: "تخت ہزارہ اس حوالہ سے بھی اہم ہے"۔ اب ذرا غور سے سن لیں اس بات کو "تخت ہزارہ اس حوالہ سے بھی اہم ہے کہ مرزا طاہر...... کی شادی بھی اسی گاؤں میں ہوئی ہے"۔ اب بتائیں انسان اس پہ ہنسے کہ روئے۔ بڑا جاہل مولوی ہے اور بڑا سخت جھوٹا۔ کذب تو اس پہ ختم ہے اس کے بعد کذب کا بیان ہی ناممکن ہے۔ پنجابی میں کہتے ہیں "جِنّا جھوٹ بول کو" تو یہی ان کا حال ہے جتنا بھی جھوٹ بول لیں اتنا ہی ان کے لئے کم ہے۔

پھر مضمون نگار صاحب لکھتے ہیں کہ: "گاؤں کے مسلمانوں نے ایک احتجاجی جلوس نکالا۔ اطہر شاہ جلوس میں پیش پیش تھا۔ جب یہ جلوس قادیانیوں کی ایک عمارت کے سامنے سے گزرا تو کچھ قادیانی آگے بڑھے اور اطہر حسین شاہ کو گھسیٹتے ہوئے عمارت کے اندر لے گئے اور اسے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا۔ وہاں موجود مسلمان اور پولیس والے کچھ بھی نہ کرسکے"۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مبینہ احتجاجی جلوس غم و غصہ سے احمدیوں کے قتل و غارت کے نعرے لگاتے ہوئے پولیس کی حفاظت میں احمدیوں کی مسجد کے محاصرہ کے لئے نکلا ہوا تھا۔ ایسے بپھرے ہوئے جلوس کی قیادت کرنے والے لیڈر کو "کچھ قادیانیوں" کا گھسیٹ کر اندر لے جانا سراسر جھوٹ ہے۔ ہرگز ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اور اس پر تشدد کرنا نہایت مضحکہ خیز بات ہے۔ پھر تشدد کے بیان کے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو اطہر شاہ تھا اس کی زبان بھی کاٹ دی اور کان بھی کاٹ دئے۔ وہ اچھا بھلا بھاگا پھرتا ہے۔ پورے کان موجود ہیں زبان موجود ہے لیکن ربوہ ریلوے سٹیشن والے واقعہ کو بھی

یہی مشہور کیا تھا مولوی نے تاکہ لوگوں کو کثرت سے اشتعال ہو اور عوام الناس احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک کریں۔ تو اللہ تعالیٰ جس کو بچائے اسے کون کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت بھی جس حد تک ممکن ہے ان حالات میں اللہ تعالیٰ پھر بھی کرتا ہی ہے لیکن خدا تعالیٰ کی اس حفاظت کے نتیجہ میں کثرت سے احمدی بچے ہوئے ہیں لیکن جو ان بدبختوں کے قابو آتے ہیں ان کے ساتھ بہت ہی ظالمانہ سلوک کرتے ہیں، اتنا زیادہ کہ آج سے پہلے کسی دوسری Regime کے زمانہ میں احمدیوں پر اتنے ظلم نہیں ہوئے اور ہو رہے ہیں جتنے اس جنرل صاحب کی Regime میں ہو رہے ہیں۔ زبان سے کچھ کہتے ہیں کرتے کچھ اور ہیں۔ اکانومی ٹھیک کرنے کے نام پر آگئے فوج کو لے کے اور اقتصادیات یعنی اکانومی کا ستیاناس کر دیا۔ اقتصادیات ڈکٹیٹر کے کہنے سے نہیں چلا کرتیں۔ اقتصادیات کے اپنے قانون ہوتے ہیں۔ جب تک ان قانونوں کو درست نہیں کرو گے اس وقت تک اقتصادیات پہ جبر کرنا اقتصادیات کا بیڑا غرق کرنے والی بات ہے اور اس وقت پاکستان کا یہی حال ہے۔ اقتصادی لحاظ سے پاکستان اتنا غریب کبھی بھی نہیں ہوا جتنا اب ہو چکا ہے۔ جہاں تجارت ہی نہیں پنپ سکتی وہاں غربت ہی پنپے گی پھر۔

پس یہ بات یاد رکھیں کہ ہم جو کہتے ہیں کہ دعا کرو اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا تو اپنے ملک کی ہمدردی میں کرتے ہیں۔ اگر ان کے بڑے بڑے شریر نہ پکڑے جائیں اور نہ مارے جائیں تو ملک کا تو بہت برا حال ہے اور اور بھی زیادہ ہوگا۔ فتنہ فساد، ایک دوسرے سے لڑائیاں، ایک دوسرے کے قتل، چھوٹے چھوٹے بچوں پر ظلم، عورتوں اور بچوں کا اغوا ہونا اور ان پر بہت زیادتیاں کرنا یعنی اتنی لمبی فہرست ہے کہ میں اسے بیان نہیں کر سکتا، ناممکن ہے۔ آپ کبھی جنگ اخبار پر نظر ڈال لیا کریں تو آپ کو کچھ اندازہ ہو جائے گا کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔

اور اور لطیفہ سن لیجئے: "کچھ بزرگوں نے قادیانیوں سے بات کی کہ ہمیں اطہر حسین شاہ کی لاش دیدو"۔ وہ زندہ دندناتا پھرتا ہے۔ کان بھی اس کے ہیں، آنکھیں بھی ہیں، زبان بھی ہے۔ وہ مولویوں نے گاڑا ہوا ہے اس کو، وہاں کا رہنے والا نہیں ہے۔ تخت ہزارہ کا اطہر حسین شاہ نہیں ہے۔ یہ دوسری جگہ سے مولویوں نے یہاں اس کو تخت ہزارہ کی زمین میں گاڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "ہمیں اطہر حسین شاہ کی لاش ہی دے دو تو ہم چلے جائیں گے لیکن قادیانیوں نے انکار کر دیا"۔ کیوں نہ انکار کرتے۔ لاش تھی ہی نہیں ان کے پاس اطہر حسین کی تو انکار کیوں نہ کرتے۔

اصل حقیقت:۔ اطہر شاہ وقوعہ کے روز اپنے ہم قماش نوجوانوں کی ٹولی بنا کر گاؤں میں پھرتا رہا اور احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز نعرے لگاتا رہا اور گالیاں اور مغلظات بکتا رہا حتی کہ احمدیوں کے گھروں کے دروازے پیٹ پیٹ کر انہیں باہر نکلنے کے لئے للکارتا اور دھمکیاں دیتا رہا مگر احمدی اپنے گھروں کو بند کرکے اندر ہی رہے۔ سارا دن ہلڑبازی اور نعرہ بازی سے اشتعال پھیلا کر ماحول کو برانگیختہ کیا گیا اور جب عشاء کا اندھیرا بڑھنے لگا تو اطہر شاہ مزید لڑکے اکٹھے کرکے مسجد احمدیہ کے دروازے پر پہنچا اور مسجد کا محاصرہ کیا۔ یہ سب لوگ لاٹھیوں اور کلہاڑیوں سے مسلح تھے جبکہ احمدی نہتے تھے اور نماز کے لئے مسجد میں جمع تھے۔ اطہر شاہ اپنے حواریوں سمیت مسجد میں داخل ہو کر وہاں موجود چند احمدیوں سے الجھ پڑا۔ ان چند نہتے احمدیوں نے اپنے بچاؤ کی کوشش کی۔ اس دوران اطہر شاہ زخمی ہو گیا۔ فوراً ہی غیر احمدیوں کی مسجد سے اعلان ہو گیا کہ اطہر شاہ کو احمدیوں نے قتل کر دیا ہے۔ ایک طرف یہ اعلان ہوا اور دوسری طرف آناً فاناً سینکڑوں افراد اکٹھے ہو گئے جو کہ کلہاڑیوں، لاٹھیوں اور آتشیں اسلحہ سے لیس تھے۔ انہوں نے مسجد میں موجود چند نہتے احمدیوں پر حملہ کر دیا اور وہاں موجود احمدیوں پر اس طرح بہیمانہ اور سفاکانہ انداز سے تشدد کیا کہ چار احمدی تو موقع پر ہی شہید ہو گئے جبکہ ایک پندرہ سالہ نوجوان ہسپتال جاکر شہید ہوا۔ ان معصوم احمدیوں کو پہلے بے دردی سے زدوکوب کیا گیا پھر ان کی گردنوں پر کلہاڑیاں ماری گئیں اور پھر کلہاڑیوں سے ان کے چہرے مسخ کئے گئے لیکن انسانوں کے روپ میں ان درندوں کی وحشت و بربریت کی ہوس پھر بھی پوری نہ ہوئی۔ چنانچہ ان پانچ شہید ہونے والوں میں سے کچھ، جب اپنی جان بچانے کے لئے مسجد کی چھت پر چڑھ گئے تو ان درندوں نے اُن کا پیچھا کیا اور چھت پر چڑھ کر ان کو ہلاک کیا اور پھر ان کی لاشوں کو گھسیٹتے ہوئے انہیں چھت پر سے نیچے گلی میں پھینک دیا۔ جیسا کہ گوجرانوالہ میں ایسا ہی واقعہ گزر چکا ہے اور مسجد کو آگ لگا دی گئی۔

حملہ آوروں کے ساتھ ان کی تائید کے لئے پولیس بھی موجود تھی جس کی شہ پر اور جس کی تائید سے یہ کارروائی کی جا رہی تھی۔ احمدیوں نے حملہ کے خطرہ کے وقت فون پر پولیس کو اطلاع دی مگر کوئی مدد کو نہ پہنچا بلکہ پولیس نے اس وقت کارروائی شروع کی جب پانچ احمدی ظلم و بربریت کی بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ پھر انہوں نے اپنی طرف سے پکڑ دھکڑ شروع کی۔

ان شہداء کے نام یہ ہیں:۔ مکرم محمد عارف صاحب، مکرم محمد اصغر صاحب، مکرم ماسٹر ناصر احمد صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب، مکرم مدثر احمد صاحب۔ ان کے علاوہ زخمی ہونے والے جو بہت شدید زخمی ہوئے ان میں مکرم وسیم احمد صاحب اور مکرم خالد احمد صاحب بھی شامل ہیں۔

اب ایک اور بھی بہانہ بنایا گیا ہے کہ لڑائی کیوں ہوئی: "اس گاؤں کے قادیانی، مسلمانوں کی نسبت مالدار ہیں، زمیندار اور بااثر ہیں، اس لئے گاؤں میں تناؤ کی کیفیت رہتی ہے"۔

اب کسی کے مال سے جلنے کا کہاں سے تمہیں حکم ملا ہوا ہے۔ اگر احمدی مالدار تھے تو مال سے تو وہاں کی پولیس خریدی جاسکتی ہے پھر یہ ہو نہیں سکتا تھا کہ پولیس ان کی طرفداری کرتی۔ جھوٹ پر جھوٹ کا پلندا۔

نیز یہ بھی لکھا ہے کہ: "قادیانیوں نے طاقت کے بل بوتے پر سرکاری اراضی پر قبضہ بھی کیا ہوا ہے"۔ اب یہ کونسی سرکاری اراضی پہ پاکستان میں اپنے بل بوتے پر قبضہ کیا ہے اس کے متعلق سن لیجئے۔

طاقت کے بل بوتے پر قبضہ کی حقیقت یہ ہے کہ مسجد اور اس سے ملحقہ اراضی احمدیوں کی ملکیت ہے۔ اسی وجہ سے اطہر شاہ جب اس مقدمہ کو عدالت میں لے کر گیا۔ پولیس نے اس کو یہاں کھڑا کیا تھا وہاں کا نہیں ہے تخت ہزارہ کا لیکن انہی شرارتوں کے لئے اس کو وہاں مقرر کیا گیا تھا۔ جب مقدمہ عدالت میں لے کر گیا تو حقائق ایسے واضح تھے کہ عدالت کو بھی احمدیوں کے حق میں ڈگری جاری کرنا پڑی۔ جب زبردستی زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے وہاں کی عدالت ان حالات میں بھی مجبور ہو گئی کہ کاغذات دیکھ کر کچھ شرم کرے اور انصاف کے ساتھ احمدیوں کے حق میں فیصلہ دے۔

ایک اور دلچسپ واقعہ یہ ہے یہ مضمون نگار لکھتا ہے کہ: "ایک غریب کاشتکار کے بیٹے کا بازو ٹوکے میں آکر کٹ گیا تو قادیانیوں نے باقاعدہ اعلان کیا کہ اسے مرزا طاہر کی بددعا لگی ہے۔ جب اس بات کا چرچا زیادہ ہوا تو گاؤں کے مسلمانوں نے ایک احتجاجی جلوس نکالا"۔

یہ بہت بعد کا واقعہ ہے۔ یہ بات تخت ہزارہ کے سانحہ سے کوئی مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے واقع ہوئی اور اُس وقت کسی خادم نے اپنی نجی مجلس میں اس قسم کا اظہار کیا ہو گا لیکن جماعت احمدیہ کی طرف سے ہرگز ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ میری بددعا اُس بچے کو کیسے لگ سکتی تھی جس کے ہاتھ کٹنے کا واقعہ مجھے ابھی چند دن پہلے معلوم ہوا ہے۔ اور یہ واقعہ پڑھ کے مجھ افسوس ہوا، اس پر رحم بھی آیا۔ تو یہ مولوی اپنی بدبختیاں میری طرف منسوب کر رہے ہیں۔

"مجاہد مسلمان اطہر حسین شاہ نے مقدمہ دائر کر رکھا ہے جس کی قادیانیوں کو بہت تکلیف ہے"۔ یہ 'دائر کر رکھا ہے' وہی مقدمہ ہے جو عدالت سے خارج بھی ہو چکا ہے۔

گزشتہ سال اطہر شاہ نے احمدیوں کے قبرستان میں جاکر قبروں کی بے حرمتی کی اور ان کے کتبوں کو توڑ ڈالا اور اس کا اقرار اُس نے عدالت کے رُوبرو بھی کیا۔ اس کے علاوہ اُس نے گلیوں میں کھمبوں پر احمدیوں کے خلاف نفرت آمیز نعرے بھی لگوائے ہوئے ہیں۔ اس کا ذکر لمبا ہی چل گیا ہے دفع کریں اس بدبخت کے ذکر کو۔

جو مقدمہ احمدیوں پر درج کیا گیا ہے ان کے ظالمانہ طور پر شہید ہونے کے بعد، اس میں یہ درج ہے کہ "مرزائی کافر اور مرتد ہیں اور اسلام کے مطابق واجب القتل ہیں"۔ یہ جو "اسلام کے مطابق واجب القتل ہیں"۔ لکھا ہوا ہے اس میں پاکستان کی عدلیہ بھی شامل ہے اس کی تائید میں۔ تو جس ملک میں عدل و انصاف کا یہ حال ہو کہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس وغیرہ سب ہی بیچ میں شامل ہوں تو وہاں انصاف کیسے ممکن ہے۔

اس وقت پاکستان میں صرف مذہبی بنیادوں پر تین ہزار سات افراد کے خلاف مقدمات بنے ہوئے ہیں۔ تخت ہزارہ کے واقعہ سے صرف چند دن قبل گھٹیالیاں میں پانچ احمدیوں کو دہشت گردی کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ اب یہاں میری کونسی شادی ہوئی ہوئی ہے۔

۱۹۸۴ء کے بعد سے اب تک جماعت احمدیہ پر ان کے اپنے شہر میں تمام جلسوں اور اجتماعات پر پابندی ہے جبکہ مولوی سال میں کئی بار وہاں جلوس نکالتے اور جلسے کرتے ہیں جن میں احمدیوں کے خلاف غلیظ زبان استعمال کی جاتی ہے اور احمدیوں کو سرعام قتل کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔

احمدیوں کے خلاف نفرت آمیز خبریں اور بیانات روزمرہ شائع ہو رہے ہیں اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ اشتعال انگیز بیان دینے والوں میں لاہور ہائیکورٹ کے حاضر سروس جج ہیں۔ جسٹس میاں نذیر اختر اور جسٹس منیر احمد اس میں شامل ہیں۔ جسٹس نذیر اختر تو ان دنوں لاہور ہائیکورٹ کے قائمقام چیف جسٹس بھی ہیں۔ لاہور میں احمدیوں کے خلاف منعقد ہونے والے ایک جلسہ میں ان دو جج

صاحبان نے شرکت کی اور ان کے بیانات جو اخبارات نے شہ سرخیوں سے شائع کئے وہ ملاحظہ فرمایئے:
"شان نبی میں گستاخی کرنے والی ہر زبان کاٹ دی جائے گی"۔ جسٹس میاں نذیر اختر۔

(روزنامہ "دن" ۲۸/ اگست ۲۰۰۰ء)

تو اگر یہ ہو تو بہت اچھا ہے یہ سارے شان نبی میں گستاخی کرنے والے لوگ ہیں پہلے اپنی زبانیں کٹوالیں پھر قلم سے جو لکھنا ہے لکھا کریں۔ نہایت ہی ظالم اور بے ہودہ۔

احمدی اور شان نبی میں گستاخی کرنے والے؟ یہ تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ شان نبی کی خاطر تو احمدی جانیں دے رہے ہیں۔ اس جرم میں جانیں دے رہے ہیں کہ وہ کہتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ شان نبی تو یہ ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں مگر یہ ان کو تکلیف دیتا ہے اور کہتے ہیں یہ سب سے بڑی ہتک رسول ہے کہ احمدی رسول اللہ ﷺ کی سچائی کی گواہی دے رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کے جسٹس میاں نذیر اختر فرماتے ہیں کہ ایسے گستاخی کرنے والوں کی زبانیں کاٹ دو۔ پھر لکھا ہے "مرتدین کے لئے غازی علم دین شہید کا قانون موجود ہے"۔ جسٹس نذیر اختر۔

(اخبار 'انصاف' ۲۸/ اگست ۲۰۰۰ء)

اشتعال انگیز اشتہارات کی تو حد ہی کوئی نہیں ہے۔ آئے دن ہر جگہ، ہر دیوار، ہر کھمبے پر چھپے ہوئے اشتہار لگے ہوئے ہوتے ہیں جن میں احمدیوں کے خلاف نہایت ہی گندی زبان، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف انتہائی غلیظ بکواس اور اس کے علاوہ احمدیوں کے قتل عام کے فتاویٰ شائع ہوتے رہتے ہیں۔

ایک بیان یہ ہے: "احمدی مرتدوں کو تین دن کی مہلت دے کر ایک سو دس کروڑ مسلمانانِ عالم کی طرح مسلمان ہو جانے کی دعوت عام دیں"۔ دس کروڑ مسلمانان عالم کس طرح مسلمان ہیں۔ کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تکذیب کر کے مسلمان ہوتے ہیں۔ دس کروڑ جو مسلمان ہیں وہ آنحضرت ﷺ کے حق میں کلمہ شہادت پڑھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ سچے اور خدا کے رسول ہیں۔ ایک سو دس کروڑ مسلمانوں کی طرح احمدی بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ یہ کون سا اہانت کا واقعہ ہے جو احمدیوں کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ اس کہنے کے جرم میں تو وہ مارے پیٹے جا رہے ہیں۔ تو عجیب ظلم ہے جس کی تاریخ عالم میں کوئی مثال نہیں ہے۔ جبر کے ذریعہ سچی بات نکلوائی جاتی ہے اور یہاں جبر کے ذریعہ جھوٹ نکلوایا جا رہا ہے جو احمدی نہیں بولتے۔ وہ جبر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہو کہ جب ہم آنحضرت ﷺ کا نام لیتے ہیں تو مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کوئی احمدی اپنے دل میں ایسا خیال کرے۔ پس جبر کے ذریعہ جھوٹ بلواتے ہیں۔ سب سے خطرناک قسم کی پرسیکیوشن (Persecution) روس میں ہوئی ہے اور وہاں بھی سچ بلوانے کیلئے Persecution کی جاتی تھی جھوٹ بلوانے کے لئے نہیں۔ کہتے ہیں ایک لائن میں احمدیوں کو کھڑا کر دیا جائے۔ جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں ان کو لائن میں کھڑا کر کے قتل کرنا شروع کر دیں۔ "جب تک سب احمدی مرتد قتل نہ ہو جائیں ان مرتدوں کو قتل کرنا بند نہ کیا جائے"۔ اب پاکستان کے احمدیوں کی لائن روز لگ جائے وہ مولوی تلوار لے کر اس پر چڑھا ہوا ہو یہ اس بدبخت حکومت کا نتیجہ ہے جو اپنے آپ کو قائداعظم کے پاکستان کے لئے نافذ کرنے کا دعویٰ کرتی ہے۔ قائداعظم کے خواب وخیال میں بھی یہ باتیں نہیں تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا میں آپ کے سامنے پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۹۔ "یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِی وَمَزِّقْ اَعْدَآءَكَ وَاَعْدَآئِی وَ اَنْجِزْ وَعْدَكَ وَانْصُرْ عَبْدَكَ وَاَرِنَا اَیَّامَكَ وَشَهِّرْ لَنَا حُسَامَكَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْكَافِرِیْنَ شَرِیْرًا"۔

حضرت نوحؑ کی دعا میں "لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِیْنَ دَیَّارًا" آتا ہے یعنی سب کافر ہی ختم ہو جائیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ ان کافروں کی اولاد در اولاد اب دہریہ ہی رہیں گے یعنی عملاً دہریہ ہی رہیں گے اور کوئی ان میں سے خدا پرست نہیں بنے گا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا میں یہ نرمی رکھی ہے کہ ساری قوم کے لئے بددعا نہیں کی بلکہ فرمایا "لَا تَذَرْ مِنَ الْكَافِرِیْنَ شَرِیْرًا" جو کافروں میں سے شریر لوگ ہیں ان کو اٹھا لے تاکہ ملک بچ جائے۔

اس کا ترجمہ یہ ہے یعنی اے میرے رب میری دعا کو سن اور اپنے اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اور اپنا وعدہ پورا فرما۔ اور اپنے بندے کی مدد فرما۔ اور ہمیں اپنے وعدوں کے دن دکھا۔ اور اپنی تلوار ہمارے لئے سونت۔ اور شریر کافروں میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

پس اسی لئے میں نے پہلے بھی یہ تحریک کی تھی اب پھر کرتا ہوں کہ بکثرت یہ دعا پڑھا کریں "اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِیقاً وَلَا تَذَرْ مِنَ الْكَافِرِیْنَ شَرِیْرًا"۔

آخر پر میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا پڑھتا ہوں جو موقع کے مطابق ہے اور اسی قسم کا حال احمدیوں کا ہے۔ آپ نے قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا "وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا اِلَّا اَنْ اٰمَنَّا بِاٰیٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا" تم ہم سے انتقام نہیں لیتے، دشمنی نہیں رکھتے مگر اس وجہ سے کہ ہم اپنے رب کی آیات پر ایمان لے آئے ہیں جب وہ آیات ہمارے لئے آئیں۔ "رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْراً وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ"۔ پس اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل دے اور اس حالت میں وفات دے کہ ہم مسلمان ہوں اور ہمیں یہ ظالم کبھی بھی غیر مسلم نہ بنا سکیں۔